Teaching of Urdu
B.Ed (Hons)Secondary
Semester V

Instructor
Mrs.Rakhshanda Naeem
Department of Education P&D
LCWU, Lahore

باب نمبر5:اردو کے تدریسی طریقے

5.1 روایتی تدریسی طریقے

5.2 جدید تدریسی طریقے

تدریسی طریقے۔ا

دورانِ تدریس بچوں کی سہولت، مقاصدِ تعلیم کے حصول اور سبق کی موثر تکمیل کے لیے مختلف انداز اور طریقے اختیار کر سکتے ہیں۔ یہ انداز یا طریقے، ''تدریسی طریقے'' کہلاتے ہیں۔

''تدریس عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی علم دینا یا منتقل کرنا کے ہیں۔ وہ انداز یا طریقہ جو علم کے انتقال کے لیے بروئے کار لایا جاتا ہے، تدریسی طریقہ کہلاتا ہے۔''

ابتدائی سے اعلیٰ سطح تک مختلف علوم کی تدریس کے لیے مختلف تدریسی طریقے استعمال کیے جاتے ہیں۔ یہاں بالخصوص ان طریقوں کا تذکرہ رہے گا جن کا تعلق ابتدائی سطح پر زبان کی تدریس سے ہے۔ تاہم تعارفی سطح پر وہ طریقے بھی آئیں گے جنھیں عموماً ثانوی یا اعلیٰ سطحی تعلیم میں استعمال کیا جاتا ہے۔

واضح رہے کہ تدریسی طریقے اپناتے وقت اس امر کو بھی پیشِ نظر رکھا جاتا ہے کہ طلبہ جس زبان کی تحصیل کر رہے ہیں وہ ان کی مادری زبان ہے یا ثانوی زبان ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ بہت سے طریقے ثانوی زبان کی تدریس کے لیے موثر نہیں جبکہ بہت سے طریقے مادری زبان کے لیے مفید نہیں ہوتے۔ یہاں اس امر کی وضاحت بھی کی جائے گی کہ کونسا طریقہ کس سطح اور کن طلبہ کے لیے موزوں ہے۔

خطابیہ طریقِ تدریس:

''خطابیہ طریقِ تدریس سے مراد وہ تدریسی طریقہ ہے جس کے مطابق کمرائے جماعت میں استاد کو مرکزی حیثیت حاصل ہوتی ہے اور وہ اپنی گفتگو کے ذریعے علم اور معلومات منتقل کرتا ہے۔''

خطابیہ طریقِ تدریس کی خصوصیات:

۱۔ اس طریقِ تدریس میں استاد کو مرکزی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ گویا سلسلۂ تعلّم کا زیادہ دارومدار استاد پر ہوتا ہے۔ وہ جو چاہتا ہے اور جس قدر چاہتا ہے پڑھاتا ہے۔ یہاں یہ بات واضح رہے کہ ''جو چاہنا اور جس قدر چاہنا'' سے مراد ہرگز نہیں کہ معلم نصاب کی حدیں پھلانگ سکتا ہے۔ دراصل کہنا یہ مقصود ہے کہ استاد سبق کی مقدار کے حوالے سے خود مختار ہوتا ہے۔

۲۔ طلبہ کی حیثیت محض وصول کنندگان کی ہوتی ہے۔ وہ دورانِ گفتگو نہ تو کوئی سوال کر سکتے ہیں نہ کسی نکتے کا اضافہ کرنے پر قادر ہوتے ہیں۔ انہیں جو کچھ بھی حاصل کرنا ہے سن کر یا تختۂ تحریر پر موجود نکات کا سہارا لے کر کرنا ہے۔ گویا تعلمی عمل میں طلبہ کی حیثیت خاصی حد تک ثانوی ہو جاتی ہے۔

۳۔ خطابیہ طریق تدریس میں تبادلہ خیال کی گنجائش بالکل نہیں ہوتی۔ گویا یہ یک طرفہ سلسلۂ تعلم ہے۔ استاد صحیح ہو یا غلط، طلبہ کسی بات سے متفق ہوں یا نہ، کوئی خاص طالبعلم کسی بات کو سمجھ پایا ہو یا نہ، دوران گفتگو مداخلت ممکن نہیں۔

ذیلی موضوع نمبر: ۳۲۔

خطابیہ طریق تدریس کے فوائد:

خطابیہ طریقہ کو اگر درست انداز میں استعمال کیا جائے تو اس سے بہت سے فوائد حاصل کیے جا سکتے ہیں۔ ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱۔ معلم کا ولولہ انگیز انداز موضوع میں دلچسپی کا باعث بن سکتا ہے۔ یوں بہت سے خشک موضوعات معلم کے پر کشش انداز کے باعث دلچسپ بن سکتے ہیں۔

۲۔ چونکہ معلم خطابیہ انداز میں مکمل خود مختار ہوتا ہے اس لیے وہ طلبہ کی ضرورت کے مطابق مطلوبہ مواد بہتر انداز میں مرتب کر سکتا ہے۔

۳۔ لیکچر کے ذریعے زیادہ معلومات فراہم کی جا سکتی ہیں کیونکہ شروع سے آخر تک معلم ہی کو بولنا ہوتا ہے اس لئے بلا رکاوٹ زیادہ معلومات کی ترسیل ممکن ہو جاتی ہے۔

۴۔ لیکچر میتھڈ یا خطابیہ طریقہ کے ذریعے زیادہ لوگوں سے مخاطب ہوا جا سکتا ہے۔ طلبہ کی تعداد بہت زیادہ ہو جانے کی صورت میں بھی لاؤڈ اسپیکر کے استعمال سے درجنوں طلبہ سے مخاطب ہوا جا سکتا ہے۔

۵۔ خطابیہ انداز میں ہر لمحہ استاد کی گرفت تعلمی عمل پر قائم رہتی ہے جس کے نتیجے میں وقت کے ضیاع کا خدشہ نہیں رہتا۔

۶۔ یہ طریقہ بالخصوص ان طلبہ کے لیے بہت زیادہ مفید ہے جو سمعی تفہیم کے زیادہ قائل ہوں۔ یعنی وہ طلبہ جو سن کر جلدی سمجھ لیتے ہیں، ان کے لیے خطابیہ طریقہ زیادہ مفید ہے۔

۷۔ کسی موضوع کے تعارف کے لیے خطابیہ طریقہ زیادہ موزوں ہے۔ تعارف کروانے کے لیے وضاحت کی ضرورت ہوتی ہے اور وضاحت کا موثر ترین طریقہ خطابیہ انداز ہے۔

۸۔ دورانِ تدریس ہمیں بہت سے ایسے موضوعات پڑھانا ہوتے ہیں جنہیں دکھایا نہیں جا سکتا۔ مثلاً مجرد حقائق بہرحال قابلِ مشاہدہ نہیں ہوتے اس لیے ان کی تفہیم کے لیے موثر وضاحت ہی کام آتی ہے جو خطابیہ طریقے میں زیادہ بہتر ہو سکتی ہے۔

خطابیہ طریق تدریس کے نقصانات:

خطابیہ طریقہ کے تقاضے پیش نظر رکھے بغیر اسے اپنایا جائے تو تعلمی عمل اس سے بری طرح متاثر ہوتا ہے۔ گویا اس صورت میں خطابیہ انداز کے بہت سے نقصانات سامنے آتے ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱۔ چونکہ معلم محض اپنی بات کرکے کمرائے جماعت سے نکل جاتا ہے اس لیے اس طریقے میں فیڈ بیک بہت کمزور ہو جاتی ہے۔ استاد پڑھاتا چلا جاتا ہے لیکن اسے یہ معلوم نہیں ہو پاتا کہ طلبہ اس کی بات کس حد تک سمجھ رہے ہیں۔

۲۔ طلبہ کی شرکت تعلمی عمل میں ثانوی نوعیت کی ہوتی ہے اس لیے وہ عدم دلچسپی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا تعلیمی مقاصد متاثر ہوتے ہیں۔

۳۔ خطابیہ انداز میں معلم اور طلبہ میں رابطہ کا ہمیشہ فقدان رہتا ہے جس کے نتیجے میں معلم مختلف طلبہ کے انفرادی مسائل سے آگاہ نہیں ہو پاتا۔

۴۔ خطابیہ انداز میں معلومات کی فراموشی کا خطرہ رہتا ہے کیونکہ طلبہ مستقلاً توجہ مرتکز نہیں رکھ پاتے اس لیے بھولنے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔

۵۔ ظاہراً یہ شائبہ ہوتا ہے کہ تمام طلبہ کو سیکھنے کے یکساں مواقع مل رہے ہیں جبکہ حقیقتاً ایسا نہیں ہوتا۔ صرف وہ طلبہ معلم کے خطاب سے مستفید ہو رہے ہوتے ہیں جو یا تو لیاقت میں بہتر ہوتے ہیں یا وہ سمعی تفہیم کے زیادہ قائل ہوتے ہیں۔ کند ذہن طلبہ عموماً اس طریقہ میں استاد کو مبہوت ہو کر تکتے چلے جاتے ہیں۔

۶۔ اس طریقہ میں فکر انگیزی کا فقدان ہوتا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ فکر انگیزی کے لیے تبادلۂ خیال بنیادی لوازمہ ہے جبکہ خطابیہ انداز میں تبادلۂ خیال کی گنجائش کم ہی نکالی جاتی ہے۔

۷۔ یہ طریقہ کمزور مقررین کے لیے ناقابل عمل ہے۔ درحقیقت یہ طریقہ صرف ان معلمین کیلئے مفید ہے جو گفتگو پر ملکہ رکھتے ہوں۔

۸۔ یہ طریقہ ہر طالبعلم کے لیے مفید نہیں ہے۔ کچھ طلبہ سن کر سیکھ لیتے ہیں جبکہ کچھ طلبہ تجربے اور مشاہدے پر یقین رکھتے ہیں۔ گویا یہ طریقہ آخر الذکر طلبہ کیلئے مفید نہیں ہے۔

خطابیہ انداز میں بہتری کی تجاویز:

متذکرہ مسائل اور نقصانات کے باوجود خطابیہ انداز کو بالکل نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ درج ذیل نکات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس طریق تدریس سے مطلوبہ فوائد حاصل ہو سکتے ہیں:

۱۔ جماعت سوم تک اس طریقے کو استعمال نہ کیا جائے۔

۲۔ خالصتاً خطابیہ انداز استعمال کرنے کی بجائے، ملا جلا طریقہ اختیار کیا جائے۔ یعنی طلبہ کو شریک کار کرنے کی کوشش کی جائے اور سوالات کی اجازت دی جائے۔

۳۔ ہر موضوع کی تدریس کے لیے خطابیہ انداز اختیار نہ کیا جائے بلکہ صرف ان موضوعات پر اس طریقے کا اطلاق کیا جائے جن کے لیے یہ موزوں ہے۔

۴۔ گفتگو کرتے وقت جہاں تک ممکن ہو دلچسپ انداز تخاطب استعمال کیا جائے اور خیال رکھا جائے کہ کہیں طلبہ اکتاہٹ کا شکار تو نہیں ہو رہے۔

مظاہراتی طریقِ تدریس:

مظاہراتی طریقہ اس امر پر زور دیتا ہے کہ "ہم عمل کر کے سیکھتے ہیں"۔ گویا سیکھنے کی بنیاد عملی تجربہ پر ہے۔ اس اعتبار سے مظاہراتی طریق تدریس کی تعریف یوں ہو سکتی ہے:

"مظاہراتی طریقہ اس امر کا مدعی ہے کہ طلبہ زیرِ نگرانی عملی سرگرمیوں کے بغیر نہیں سیکھ سکتے۔"

زیرِ نگرانی عملی سرگرمی سے یہ مراد ہے کہ تمام تر سرگرمیاں معلم کی رہنمائی میں ہوتی ہیں۔ چنانچہ بچوں کے گمراہ ہونے کا امکان نہیں رہتا۔

مظاہراتی طریقہ اور زبان کی تدریس:

تحصیلِ علم چونکہ مکمل طور پر ایک عملی سرگرمی ہے کہ اس لیے بالخصوص ابتدائی سطح پر زبان کی تدریس کے لیے مظاہراتی طریقے سے مستفید ہوا جا سکتا ہے۔ بعد کی جماعتوں میں اگرچہ مظاہراتی طریقے سے تحصیلِ زبان کے ہر سبق میں استفادہ نہیں کیا جا سکتا تاہم ابتدائی سطح پر اس کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں۔

اتنی بات ہر کوئی جانتا ہے کہ موثر گفتگو کے لیے بولنا، مضبوط انشا کے لیے لکھنا اور درست لب ولہجہ کے لیے پڑھنا بہت ضروری ہے اور یہ تمام سرگرمیاں عملی نوعیت کی ہیں۔

مظاہراتی طریق میں بہتری کی تجاویز:

متذکرہ مسائل کے پیش نظر سفارش کی جاتی ہے کہ مظاہراتی طریق تدریس کو اپناتے وقت درج ذیل نکات کو ملحوظ خاطر رکھا جائے:

۱۔ ہر سبق کو زبردستی اس طریقہ کے استعمال سے نہ پڑھایا جائے۔

۲۔ بڑی تعداد کی جماعتوں میں اس طریقے کا اطلاق نہ کیا جائے۔

۳۔ اس طریقہ کو اپنانے سے قبل اساتذہ کو مطلوبہ تربیت فراہم کی جائے۔

ان نکات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے مظاہراتی طریق تدریس سے درست طور پر مستفید ہوا جا سکتا ہے۔

تحلیلی وترکیبی طریق تدریس:

ابتدائی سطح کی تعلیم میں زبان کی تدریس کا ایک موثر طریقہ تحلیلی وترکیبی طریق تدریس ہے۔

''تحلیل کے معنی حل کردینا یا توڑ دینا کے ہیں جبکہ ترکیب کا لفظ 'مرکب' سے ہے جس کے معنی جوڑنے کے ہیں۔
اصطلاحاً تحلیلی وترکیبی طریق تدریس سے مراد زبان سکھانے کا وہ طریقہ ہے جس میں حروف ، الفاظ، جملے اور عبارت توڑ جوڑ کے ذریعے سکھائی جاتی ہے۔''

تحلیلی طریقہ

تحلیلی طریقہ میں ساخت شکنی کے اصول کے تحت عبارت سے حرف تک کا سفر کیا جاتا ہے۔ یعنی عبارت سے جملہ، جملہ سے لفظ اور پھر لفظ سے حرف تک پہنچتے ہیں۔ مثلاً، لفظ سے حرف تک کا سفر یوں کیا جاتا ہے۔

بچے کو پہلے بابا، باجا وغیرہ سکھایا جائے گا بعد میں ان الفاظ کو توڑ کر 'بابا' اور 'باجا' تک کی ساخت شکنی ہوگی۔ پھر ان اجزا کو مزید توڑ کر حروف سکھائے جائیں گے۔

ترکیبی طریقہ

ترکیبی طریقہ میں تحلیلی طریقہ کے بالکل الٹ چلا جاتا ہے۔ چنانچہ ترکیبی طریقے کی ترتیب حرف سے عبارت کی طرف بڑھتی ہے۔

مثلاً، بچے کو پہلے حروف تہجی یاد کروائے جائیں گے بعد میں حروف تہجی کی اشکال یاد کروائی جائیں گی پھر الفاظ، جملوں اور عبارت کے مراحل آئیں گے۔

طریق ترجمہ:

تدریسی عمل میں ایک اہم طریقہ طریق ترجمہ بھی ہے۔

''اصطلاحاً ترجمہ، ایک زبان کے متن کو دوسری زبان کے متن میں منتقل کرنے کے عمل کو کہتے ہیں۔''

تدریسی عمل میں طریق ترجمہ کا استعمال صرف ثانوی زبان سکھانے کے لیے کیا جاتا ہے۔

تدریسی عمل میں طریق ترجمہ کی مختلف صورتیں

تحصیلِ زبان میں طریق ترجمہ کا استعمال مختلف سطوح پر مختلف انداز میں کیا جاتا ہے۔ اس کی چند اہم صورتوں کا مختصر تذکرہ ذیل میں کیا گیا ہے:

تدریسی طریقے ۳۔

ذیلی موضوع نمبر: ۴۳۔

مسئلی طریق تدریس:

تعلیمی عمل کو موثر بنانے کے لیے ایک اہم طریقہ تدریس کا مسئلی طریقہ ہے۔ اس طریقے کی بنیاد مسائل اور ان کے حل پر ہے۔

> ''مسئلی طریق تدریس اس امر پر استدلال کرتا ہے کہ ہم مختلف مسائل سے گزر کر سیکھتے ہیں، اس لیے مسائل کی پیش کاری اور ان کے حل پر اکسا کر تعلیمی عمل کو بہتر بنایا جا سکتا ہے۔''

گویا، اس طریق میں بچوں کو مختلف مسائل سے گزار کر سکھایا جاتا ہے۔ واضح رہے کہ یہاں مسائل سے مراد کوئی مشکل یا دقت نہیں، 'مسئلہ' کوئی بھی ایسی صورتِ حال ہو سکتی ہے جس میں بچوں کو کوئی خاص مقصد حاصل کرنے پر ابھارا جائے۔ اسی طرح، کسی ہدف کے حصول پر ابھار کر بھی ہم دراصل مسئلی طریق سے گزر رہے ہوتے ہیں۔

مسئلی طریق اور زبان کی تدریس:

بالعموم مسئلی طریقہ سائنسی علوم کی تدریس میں زیادہ موثر اور موزوں ہوتا ہے البتہ زبان کی تدریس میں قواعد کی تدریس اور امتحانی اسباق میں اس طریقے کا اطلاق کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً، مرکبات یا واحد جمع کے اساسی اصول بتا کر بچوں کو کسی خاص اقتباس یا سبق سے مرکبات یا واحد جمع چننے کو کہا جا سکتا ہے۔ ایسی صورت میں مرکبات اور واحد جمع کی شناخت ایک مسئلہ ہوگا۔

مسئلی طریق کی خصوصیات:

۱۔ کامیاب اطلاق کے لیے ضروری ہے کہ پیش کردہ مسئلہ صاف اور واضح ہو۔ یعنی اہداف کے تعاقب میں بچوں کو یہ ابہام نہ ہو کہ در حقیقت ہدف یا مسئلہ ہے کیا۔ معلم کا فرض ہے کہ مسئلہ آسان اور واضح انداز میں طلبہ کے سامنے رکھا جائے۔

۲۔ مسئلہ جماعتی سطح کے مطابق ہو۔ معلم سے یہ توقع نہیں کی جاتی کہ وہ جدت طرازی کے نشہ میں یہ بھول جائے کہ وہ کس سطح کے متعلمین کو پڑھا رہا ہے۔ مزید یہ کہ اگر مسئلہ جماعتی سطح کے مطابق نہیں ہوگا تو نا صرف متعلمین ایسے تدریسی عمل سے تنگ آ جائیں گے بلکہ تعلیمی مقاصد کا حصول بھی متاثر ہوگا۔

۳۔ ضروری ہے کہ مسئلہ کی حدود و قیود کا تعین کیا جائے تا کہ بچے جانتے ہوں کہ انہیں کس حد تک حل تلاش کرنا ہے۔

۴۔ مسئلہ عملی نوعیت کا ہو۔ معلم کو ہر لمحہ یہ حقیقت یاد رکھنی چاہیے کہ زبان کی تحصیل ایک عملی سرگرمی ہے اس لیے اصول وضوابط یاد کروانے سے کہیں زیادہ زور اطلاقی صورت پر ہونا چاہیے۔ یعنی یہ جان لینا کافی نہیں کہ تشبیہ کیا ہوتی ہے۔ کسی خاص سبق میں تشبیہات کی تلاش اور شناخت اصل بات ہے۔ اسی لیے مسئلہ کے عملی ہونے پر زور دیا جاتا ہے۔

منصوبی طریق تدریس:

مسئلی طریق کی طرح منصوبی طریق بھی ابتدائی سطح پر زیادہ موثر نہیں ہوتا۔ البتہ جماعت سوم و چہارم کے بعد اس طریقے کا جزوی اطلاق کیا جا سکتا ہے۔

"منصوبہ وہ عملی سرگرمی ہے جو کسی مسئلے کی پیداوار ہو جسے بچے آزادانہ طور پر خود سرانجام دیں اور جس کے لیے ذرائع اور ساز و سامان درکار ہو۔"

منصوبے کی بالائی تعریف سے تین پہلو سامنے آتے ہیں:

اول: منصوبہ کسی مسئلے کی پیداوار ہو۔ گویا بچوں کو احساس دلایا جائے کہ زیر نظر منصوبہ افادی اہمیت کا حامل ہے۔

دوم: بچے آزادانہ طور پر منصوبے کی تکمیل کریں

سوم: منصوبے کی تکمیل کے لیے ذرائع اور ساز و سامان درکار ہو

گروہی طریق تدریس:

"تدریس کا وہ طریقہ جس میں ایک سے زائد اساتذہ مل کر تدریسی عمل مکمل کرتے ہیں، گروہی طریق تدریس کہلاتا ہے"

تدریس کا گروہی طریقہ ایک جدید طریقہ ہے۔ ماہرین تعلیم کا خیال ہے کہ ایک سے زائد اساتذہ کو ایک مضمون کی تدریس پر مامور کر کے تعلمی عمل کو موثر اور دلچسپ بنایا جا سکتا ہے۔

گروہی تدریس کی مختلف صورتیں:

۱۔ ابتدائی تعلیم میں معلم اور معاون معلم کی موجودگی، گروہی تدریس کی ایک صورت ہے۔ جماعت اول سے پہلے پلے گروپ اور نرسری میں معلم کے ساتھ ایک معاون معلم کی موجودگی سے تدریسی اور انتظامی امور تقسیم کر دیے جاتے ہیں مثلاً:

(الف) معلم تعلیمی عمل پر نظر رکھنے کا ذمہ دار قرار پاتا ہے۔

(ب) معاون معلم نظم وضبط قائم رکھنے کے فرائض انجام دیتا ہے۔

(ج) معاون معلم، معلم اور طلبہ دونوں کی مدد کرتا ہے۔

۲۔ ایک سے زائد اساتذہ اور ایک کمرۂ جماعت، گروہی طریق کی ایک جدید صورت ہے۔ اس طریقہ میں ایک سے زائد اساتذہ مل کر سبق تقسیم کے ذریعے تعلمی عمل مکمل کرتے ہیں جس کی عملی صورت یہ ہو سکتی ہے:

(الف) پہلا معلم سبق کا تعارف کرواتا ہے۔

(ب) دوسرا معلم سبق کی قرات کرتا ہے۔

(ج) تیسرا معلم الفاظ معنی کی وضاحت کرتا ہے۔

(د) چوتھا معلم تشریح اور وضاحت کے فرائض انجام دیتا ہے۔

(ہ) آخر میں تمام معلمین اور طلبہ کے مابین تبادلۂ خیال ہوتا ہے۔

۳۔ ایک سے زائد معلمین اور مختلف جماعتی کمرے بھی گروہی تدریس کی ایک صورت ہے۔ اس میں تعلمی عمل ذیلی انداز میں مکمل کیا جاتا ہے:

(الف) سبق کو معلمین آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں۔

شکریہ